[طوائف کا] پیشہ شریف گھرانوں کی نوجوان لڑکیوں کے لیے باعثِ کشش ہوتا تھا۔" (ص ۵۸) بعض تاریخی بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے عہدِ زوال (بالخصوص انیسویں صدی) میں طوائف کو ایک ادارے کی شکل حاصل ہو گئی تھی اور یہ طبقہ بات چیت اور نشست و برخاست میں ادب آداب کے لحاظ سے اپنا ایک کلچر رکھتا تھا اور معاشرے کے اعلیٰ جاگیر دار طبقے (جس پر اس کا انحصار تھا) کے بچے بات چیت اور نشست و برخاست کے آداب میں اُن سے استفادہ کرتے تھے، مگر یہ کہنا کسی طور پر درست معلوم نہیں ہوتا کہ طوائفوں کا طبقہ شریف گھرانوں کی نوجوان لڑکیوں کے لیے باعثِ کشش تھا۔ (۳) "پاکستان کی ۸۰ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔" (ص ۶۱) ان دنوں دیہی اور شہری آبادی کے درمیان تناسب کا یہ اندازہ درست نہیں۔ محتاط اندازے کے مطابق اب دیہی آبادی ۶۵ فیصد کے لگ بھگ ہے، اور بتدریج شہری آبادی میں اضافے سے دیہی تناسب کم ہو رہا ہے۔

کتاب سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے، گتّے کی مناسب جلد ہے جس پر ایک عورت کو سلاخوں کے پیچھے، مگر ہاتھ میں دیا اٹھائے دکھایا گیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں چند مسیحی دانشوروں کی تقریظی تحریریں شامل کی گئی ہیں۔ (ادارہ)

مراسلت

خواجہ حامد بن جمیل

"عالمِ اسلام اور عیسائیت" (مئی ۱۹۹۷ء) میں حافظ محمد سجّاد کی مرتبہ کتابیات — "پاکستان کی جامعات میں اسلام اور مسیحیّت کا تقابلی مطالعہ" — شائع ہوئی ہے۔ حافظ صاحب شعبہ علومِ اسلامیہ - پنجاب یونیورسٹی - لاہور میں "حضرت مجدّد الف ثانی کی تقابلِ ادیان میں خدمات" کے موضوع پر کام کر رہے ہیں۔ "کتابیات" میں پنجاب یونیورسٹی - لاہور کی جگہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی - ملتان لکھا گیا ہے، جو درست نہیں۔

تقابلِ ادیان کے حوالے سے شعبۂ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی - لاہور میں ڈاکٹریٹ کی سطح پر حسبِ ذیل کام بھی ہو رہا ہے۔

خواجہ حامد بن جمیل	تعمیرِ شخصیت میں نظامِ عبادت کا کردار: سامی مذاہب اور عصری افکار کی روشنی میں
عبدالرشید قادری	زبور کا تحقیقی جائزہ اور قرآن مجید کے متعلقہ موضوعات سے ان کا موازانہ
کنیز فاطمہ	راہِ نجات: مختلف مذاہب کی روشنی میں

مئی ۱۹۹۷ء کے شمارے میں شامل پادری عنایت - ایس - مل کا مقالہ "انٹر نیشنل کونسل آف کرسچین چرچز آف پاکستان - گوجرانوالہ" نے کتابچے کی صورت میں بھی شائع کیا تھا، نیز یہ مقالہ ڈاکٹر محمد نادر رضا صدیقی کی تالیف "پاکستان میں مسیحیت" [مسلم اکادمی - لاہور (۱۹۷۹ء)] کے حصّہ اول میں تقریباً پورا نقل کیا گیا ہے۔ (صفحات ۱۱-۱۱۲)

ماہنامہ "کلامِ حق" (گوجرانوالہ) نے ۱۹۶۹ء اور ۱۹۷۱ء کے درمیان "نظر ثانی شدہ معیاری ترجمہ" پر کچھ تنقیدی مقالات شائع کیے تھے۔ پادری خورشید عالم کا مقالہ — "مقدس کتاب کی کانٹ چھانٹ اور موجودہ امریکن ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن پر تبصرہ" [کلامِ حق، جلد ۴، شمارہ ۸ (اپریل ۱۹۶۹ء)، صفحات ۳-۱۴] بالخصوص اہم ہے۔

"نظر ثانی شدہ معیاری ترجمہ" کے حامیوں کا نقطۂ نظر بھی "کلامِ حق" میں پیش کیا گیا تھا۔ [اس مقصد کے لیے دیکھیے: آر - پارک جانسن، بائیبل کے ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن کی بابت حقیقتِ حال، کلامِ حق، جلد ۴، شمارہ ۹ (مئی ۱۹۶۹ء)، صفحات ۲۵-۲۶]

مولانا عبداللطیف مسعود نے اپنے کتابچے "تحریفِ بائبل بزبان بائبل" [ڈسکہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ] میں بھی "نظر ثانی شدہ معیاری ترجمہ" کے حوالے سے "متی کی انجیل" میں ترمیم و تنسیخ کا ذکر کیا ہے۔

سلیم منصور خالد

"جون ۱۹۹۷ء کے شمارے کے ادارتی نوٹ میں میرے شفیق استاد ڈاکٹر محمد اسلم رانا کا ذکرِ خیر آیا۔ پروفیسر صاحب جون ۱۹۹۶ء میں انتقال فرما گئے۔ وہ پنجاب یونیورسٹی، شعبہ پنجابی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر اور پنجابی ادب میں بہت سی تحقیقی اور تخلیقی کتب کے مصنف تھے۔

پنجابی میں اُن کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ جوشوا فضل الدین کے احوال و آثار پر مبنی ہے۔ استاد محترم وسائل کی کم یابی کے باعث اپنا مقالہ شائع نہ کر سکے، البتہ عیسائی ناشرین کی جانب سے اُنھیں اس مقالے کی اشاعت کی پیش کش ہوئی، لیکن اُن کی پیشگی شرائط یہ تھیں کہ جوشوا پر تنقیدی حصّہ اور جداگانہ انتخاب کا حوالہ حذف کر دیا جائے۔ پروفیسر رانا اس بات کے لیے ہرگز تیار نہ تھے کہ مسیحی ناشرین کی مرضی کے مطابق مقالے کی tailoring کرتے۔ اس مقالے کا موضوع بنیادی طور پر جوشوا کی ادبی خدمات کا جائزہ ہے، تاہم ان کی سیاسی و سماجی خدمات پر بھی بامعنی نگاہ ڈالی گئی ہے۔

یاد رہے کہ جوشوا فضل الدین نے جداگانہ انتخاب کے حق میں جو کتاب انگریزی میں مرتب کی تھی، اس پر اُنہوں نے جماعت اسلامی پاکستان کے امیر سیّد ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم سے تقریظ لکھوائی تھی۔"